ریاست اور مذہب: اصل بیانیہ

ڈاکٹر خضر یاسین☆

ریاست انسانی معاشرت کی عمرانی ضرورت ہے‘ اس کی حیثیت ظرف کی ہے اور حکومت کی حیثیت مظروف کی ہے۔ ریاست بغیر حکومت کے ناممکن ہے اور حکومت بغیر ریاست کے محال ہے۔ حکومت یا ہیئتِ حاکمہ کی باگ ڈور جن افراد کے ہاتھ میں ہوتی ہے وہ اولوالامر یا حکمران کہلاتے ہیں۔ حاکم اور محکوم حکومت کے ناگزیر عناصر ہیں اور ریاست کے لازمی اعضاء ہیں۔ اولوالامر کی اطاعت و اتباع واجب ہے‘ انحراف بغاوت ہے اور قابلِ سزا جرم ہے۔ ریاست و سیاست کی یہی منطق ہے‘ ہم ریاست اور حکومت کا اس کے سوا کوئی معنی و مفہوم نہیں جانتے‘ بلکہ اس کے سوا حکومت و ریاست کا کوئی معنی و مطلب ہم سمجھ بھی نہیں سکتے۔

نبی ﷺ کی نبوت سے قبل حکومت و ریاست موجود تھی‘ آپؐ کے حینِ حیات میں پائی جاتی تھی اور مابعد دور میں بھی ریاست و حکومت قائم رہی اور اب تک موجود ہے۔ انسان جب تک روئے زمین پر موجود ہے حکومت و ریاست کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ نبی علیہ السلام اللہ کے رسول تھے اور اولوالامر بھی تھے۔ ’’اولوالامر‘‘ انسان ساختہ ایک حیثیت یا ایک منصب کا نام ہے اور ’’نبی اللہ‘‘ ظاہر ہے انسان ساختہ حیثیت یا منصب کا نام نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے نبی ﷺ سے پہلے اور آپؐ کے بعد اولوالامر اسی طرح رہے جیسے آپؐ تھے مگر مابعد میں کوئی ’’رسول اللہ‘‘ تھا اور نہ ہو سکتا تھا۔ اولوالامر کی حیثیت سے رسول اللہ ﷺ پر ’’حکم اللہ‘‘ کی اطاعت و اتباع جس طرح واجب تھی‘ مابعد کے اولوالامر پر ’’حکم اللہ‘‘ کی اتباع و اطاعت اسی طرح واجب ہے۔ اولوالامر کی اطاعت و اتباع کا مطالبہ اس کے دورِ اقتدار میں کیا جا سکتا ہے‘ رسول اللہ ﷺ کی اولوالامری اطاعت و اتباع آپ علیہ السلام کے حینِ حیات میں واجب التعمیل تھی‘ البتہ ’’حکم اللہ‘‘ کی اتباع و اطاعت تا قیامت اسی طرح واجب التعمیل رہے گی جس طرح نبی علیہ السلام پر رہی ہے۔ ’’اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ‘‘ پر یہ اطاعت و اتباع آج بھی بالکل اسی طرح واجب التعمیل ہے جس طرح نبی ﷺ پر واجب التعمیل تھی اور رہی ہے۔

محترم غامدی صاحب کا ریاست کی بابت موقف ریاست اور حکومت کے غیر متعلقہ اور ناقص تجزیے پر مبنی ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ ’’اولی الامر منکم‘‘ پر حکم اللہ کی اطاعت و اتباع اسی طرح واجب التعمیل ہے یا نہیں ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ پر بحیثیت اولوالامر واجب التعمیل تھی؟ اولوالامر کی اطاعت و اتباع طوعاً و کرہاً واجب التعمیل ہے۔ اصل مشکل ’’اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ‘‘ کی بابت ہے‘ ان پر حکم اللہ کی اطاعت و اتباع بالکل اسی طرح واجب التعمیل ہے جس طرح خود نبی علیہ السلام پر بحیثیت اولوالامر واجب التعمیل تھی۔ غامدی صاحب ’’اولی

☆ اقبال اکیڈمی لاہور‘ ای میل yasinkhazir@gmail.com

الامر منکم'' کو حکم اللہ کا ویسا مطاع و مطیع نہیں سمجھتے جیسا کہ خود نبی علیہ السلام حکم اللہ کے مطاع و مطیع تھے۔ اولوالامر اگر ''منکم'' نہ ہوں تو اور بات ہے ''اولی الامر منکم'' پر حکم اللہ کی اطاعت و اتباع کے وجوب کو نظر انداز کرنا حیران کن ہے۔ ریاست کا کوئی دین و مذہب ہو نہ ہو' اولوالامر کا دین و مذہب کے بغیر تصور ممکن نہیں ہے۔ ''اولی الامر منکم'' کی پہلی اور آخری شرط حکم اللہ کی اطاعت ہے۔ بلکہ یہ اس سے کچھ سوا ہے' یہ اطاعت و اتباع بالکل اسی طرح ہونی ضروری ہے جس طرح نبی علیہ السلام نے کی ہے۔

غامدی صاحب کا خیال ہے کہ نبی علیہ السلام پر ایمان لانے اور نہ لانے کی حیثیت ''اختلاف رائے'' (differences of opinions) کی ہے۔ یہاں یہ واضح رہنا چاہیے کہ کفر اور ایمان میں اختلاف نہیں تضاد ہے اور ایمان کسی معنی میں بھی رائے نہیں ہے اور رائے کسی معنی میں بھی ایمان نہیں ہے۔ ''اولی الامر منکم'' کا شعور حکم اللہ کی اطاعت و اتباع سے اس وقت عاری ہو جاتا ہے جب وہ حکم اللہ کی اطاعت و اتباع کو اپنے اوپر اسی طرح واجب التعمیل نہیں سمجھتا جس طرح اولوالامر کی حیثیت سے نبی علیہ السلام حکم اللہ کو واجب التعمیل سمجھتے تھے۔ ریاست یا حکومت کا کوئی تصور ایسا نہیں جس میں حکم اللہ کے واجب الاتباع ہونے کی نسبت کوئی رویہ موجود نہ ہو۔ ریاست و حکومت کے اسی رویے سے یہ طے پاتا ہے کہ وہ ''اولی الامر منکم'' کے ہاتھ میں ہے یا کفر و شرک کے زیر نگیں ہے۔ حکم اللہ کی تعمیل اور عدم تعمیل انفرادی کے بجائے ارادی عمل ہے۔ حکم اللہ کو ترک کرنا یا واجب التعمیل بنانا ریاست یا حکومت کا ارادی عمل ہے' یعنی الاولوالامر کا ارادی فیصلہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بحیثیت اولی الامر جو عمل واجب التعمیل ہے' بعینہٖ اولی الامر منکم پر واجب التعمیل ہے۔ یہ اولی الامر منکم کی رائے نہیں ہے' یہ مسلم معاشرت کا انتظامی قضیہ ہے کہ حکم اللہ پر اسی طرح عمل کیا جائے جس طرح نبی علیہ السلام نے کیا ہے۔ حالات کو حکم اللہ کے مطابق بنانا اور حکم اللہ پر اسی طرح سے عمل کرنا جس طرح نبی علیہ السلام نے کیا ہے ''اولی الامر منکم'' کی ذمہ داری ہے اور اسی ذمہ داری کی بنیاد پر وہ مسلم معاشرت میں اطاعت و اتباع کے مستحق قرار پاتے ہیں۔

''اجماع و اجتہاد'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی توسیع نہیں ہیں' منزل من اللہ دین نہیں ہیں' یہ مسلم معاشرت کی عمرانی ضرورت ہیں اور دینی ذمہ داری ہے۔ اجماع و اجتہاد اُس وقت بھی نبی علیہ السلام کی نبوت کی توسیع نہیں تھے اور منزل من اللہ دین تھے اور نہ سمجھے جاتے تھے' جب نبی علیہ السلام خود اولوالامر تھے۔ اجماع و اجتہاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا تسلسل کبھی تھے اور نہ اب ہیں۔ اجماع و اجتہاد اولوالامر کی انتظامی احتیاج ہیں' نبوت کا کوئی درجہ نہیں ہیں۔ اولو الامر ہونا اور نبی ہونا ایک شے نہیں ہے۔ اولو الامر کی اتباع کے جواز کا استناد وہ نہیں جو نبیؐ کی اطاعت کے واجب التعمیل ہونے کا ہے۔ مشاورت فی الامر حکم اللہ ہے' مشاورت سے تشکیل پانے والا حکم ''حکم اللہ'' نہیں ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ حکم دراصل مشاورت فی امر اللہ نہیں ہے بلکہ مشاورت فی الامر اور اولو الامر میں ''الامر'' ایک شے ہے۔ وحی شدہ حکم میں مشاورت کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ غامدی صاحب کا خیال ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اولو الامر ہونا آپؐ کی نبوت کی توسیع تھا' غلط ہے' وہ نبوت کی توسیع نہیں تھا۔ آپؐ اسی طرح اولوالامر تھے' جس طرح اولو الامر ہوتے ہیں۔ اولوالامر کی حیثیت سے آپ علیہ السلام پر حکم اللہ کی اتباع واجب تھی اس لیے مابعد کے ''اولی الامر منکم'' پر بھی وہ اتباع بعینہٖ واجب ہے اور رہے گی۔ غامدی صاحب کا یہ خیال کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

حاکمیت آپ علیہ السلام کی نبوت کا حصہ تھی اور انسانی عمل کے بجائے الوہی فیصلہ تھا' انتہائی ناقص ہے اور گمراہ کن ہے۔ آپ علیہ السلام جس طرح انسان' بشر اور رسول تھے اور بشریت یا انسانیت آپ علیہ السلام کی نبوت کی توسیع نہیں تھی اسی طرح آپ کا اولی الامر ہونا بھی خالصتاً انسانی اور بشری حقیقت ہے اور نبوت و رسالت کی توسیع نہیں ہے۔ غامدی صاحب کے اس خیال کی غرض ''اولی الامر منکم'' کو حکم اللہ کی ویسی اطاعت و اتباع سے آزاد کرنے اور رکھنے کے سوا کچھ نہیں معلوم ہوتی' جیسی نبی علیہ السلام پر لازم و واجب تھی۔

اولو الامر ''حکم اللہ'' کی اطاعت و اتباع سے اپنے آپ کو خارج سمجھیں اور فارغ کر لیں تو وہ ''اولی الامر منکم'' نہیں ہیں' وہ فقط اولی الامر ہیں۔ حکم اللہ کی اتباع و اطاعت غیر مانوس اور غیر معمولی شے نہیں ہے' سامنے کی چیز ہے۔ حکم اللہ کی وہ اطاعت و اتباع جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے' اس کا تعلق ہیئت حاکمہ کی تشکیل کے مناہج سے نہیں ہے' وہ اولو الامر کے رویے اور طرز عمل سے عیاں ہوتی ہے۔ غامدی صاحب اور دوسرے اصحاب کے مابین بحث کا رخ ہیئت حاکمہ کی تشکیل کے مناہج کا درست ہونا اور نہ ہونا ہے۔ یہ تنازع اور اس پر کی جانے والی بحث بالکل غیر متعلق اور اصل موضوع سے ہٹی ہوئی ہے۔ ہیئت حاکمہ کی تشکیل کا منہاج جمہوریت ہو یا آمریت' خلافت ہو یا بادشاہت غیر متعلق بحث ہے' اصل مسئلہ یہ ہے کہ اولو الامر پر ''حکم اللہ'' کی اطاعت و اتباع اسی طرح واجب التعمیل ہے کہ نہیں ہے جس طرح وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھی؟ مسلم معاشرت میں اولو الامر کا مطالبہ اطاعت حق بجانب ہے اگر وہ حکم اللہ کی اطاعت اسی طرح سے کرتے ہیں جس طرح سے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ ایسے حکمرانوں کے خلاف خروج اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف خروج ہے۔ وہ اللہ اور اللہ کے رسول کے باغی ہیں' ان کا قتل واجب ہے' اس لیے کہ وہ فساد فی الارض کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مسلم معاشرت کے اولو الامر حکم اللہ کی اطاعت و اتباع کو اپنے اوپر اس طرح واجب التعمیل نہ رہنے دیں یا نہ سمجھیں جیسی وہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تھی تو ان کے خلاف خروج کسی معنی میں بھی اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغاوت نہیں سمجھی جا سکتی۔

یہ امر طے ہے کہ ''حکم اللہ'' کا تعین اجماع سے ہوتا ہے اور نہ اجتہاد سے کیا جاتا ہے۔ اجماع و اجتہاد سے جن احکام کا تعین کیا گیا ہے وہ منزل من اللہ نہیں ہیں۔ حکم اللہ کا مبدأ فقط وحی خداوندی ہے' وہ کتاب و سنت ہے۔ اجماع و اجتہاد سے تشکیل پانے والے احکام انتظامی نوعیت کے احکام ہوتے ہیں جو احوال و ظروف میں بدل جاتے ہیں اور بدلے جا سکتے ہیں۔ غیر منزل من اللہ احکام کو منزل من اللہ احکام نہیں بنایا جا سکتا اور نہ انہیں منزل من اللہ سمجھا جا سکتا ہے۔ مسلم معاشرت پر ان کی اتباع کو واجب کرنا شرک فی النبوۃ ہے' اسی طرح حکم اللہ کی ویسی اطاعت و اتباع جیسی نبی علیہ السلام پر واجب تھی' اولو لامر کو اس سے بچانے کی ہر کوشش شرک فی النبوۃ کی ہی ایک صورت ہے۔ غامدی صاحب کے مخالفین کا یہ خیال غلط ہے کہ اجماع و اجتہاد نبی علیہ السلام کی نبوت کی توسیع ہیں جس طرح غامدی صاحب کا یہ خیال لایعنی ہے کہ نبی علیہ السلام کا اولو الامر ہونا آپ علیہ السلام کی نبوت کی توسیع ہے۔ حنفیت یا شافعیت وغیرہ نبی علیہ السلام کی نبوت کی ترقی یافتہ صورتیں نہیں ہیں کہ ان کے نفاذ کی جدوجہد ''حکم اللہ'' کے نفاذ کی جدوجہد سمجھی جائے اور ان کی مخالفت ''حکم اللہ'' کی مخالفت متصوّر ہو۔

❁ ❁ ❁